AL-ILM Journal

Volume 6, Issue 1

ISSN (Print): 2618-1134
ISSN (Electronic): 2618-1142

Issue: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/
URL: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/

Title

سید امیر علی ؒ کا تفسیر مواہب الرحمان میں تفسیر ابن کثیر سے اخذ واستفادہ کے منہج کا تجزیاتی مطالعہ

Author (s): Mahboob Alim Farooqi
Dr. Hafiz Shahbaz Hassan
Asad Muhy-ud-din

Received on: 19April, 2022
Accepted on: 05 June, 2022

Published on: 10 June, 2022
Citation: English Names of Authors, “Syed Ameer Ali ka Tafseer Mawahib ur Rehman Main Tafseer Ibn e Kasir Sy Akhaz wa Istafada ky Manhaj ka Tajziyati Mutalya”, AL-ILM 6 no 1(2022):63-81
Publisher: Institute of Arabic & Islamic Studies, Govt. College Women University, Sialkot

سید امیر علیؒ کا تفسیر مواھب الرحمان میں تفسیر ابن کثیر سے اخذ واستفادہ کے منہج کا تجزیاتی مطالعہ

محبوب عالم*

حافظ شہبار حسن**

اسد محی الدین***

Abstract

Allah Almighty had bestowed the prophet Muhammad (SAW) with prophet hood as well as awarded him with the finality of this sacred chain and also taken the responsibility of perseverance of the last book, for this process of preservation Allah Almighty had made arrangements to ensure the accomplishment of his divine message in true letter and spirit. One of the tool for this very process in the scholarly work of the religious scholars. They have been keen and proactive right through this whole process. All of their work done is exemplary and remarkable but the work they have done in the explanation of the Holy Quran is truly knowledgeable and at the same time acknowledgeable as well. In this research article I am intended to have" An analytical study of the methodology of epitomization from Tasfeer Ibn-e-Kaseer by Syed Ameer Ali in Tafseer Mwaahib ur Rahman". My approach will be analytical, based upon the available authentic and primary sources of Islamic Studies.

Key Words: Preservation, Explanation, Finality, Analytical.

موضوع کا تعارف

قرآن کریم کی تفہیم کے لئے آنحضور ﷺ کے زمانہ سے لیکر آج تک اسکی تشریح و تفسیر بیان کی گئی ہے۔ آج کے دور تک ہزاروں تفاسیر مفسرین نے لکھی ہیں۔ ہر مفسر نے ایک الگ اور منفرد اسلوب اور منہج اپنایا ہے۔ آج سے تقریباً 120 سال پہلے 1902ء میں سید امیر علیؒ نے برصغیر میں تفسیر "مواھب الرحمان" اردو زبان میں لکھی جب اردو زبان ارتقائی دور میں انگڑائیاں لے رہی تھی۔ سید امیر علیؒ نے سابقہ تمام عربی اور فارسی تفاسیر سے اپنی تفسیر کی تالیف کے دوران رہنمائی لی ہے اور تفسیر ابن کثیر سے احادیث و آثار کو نقل کیا ہے۔ کیا سید امیر علیؒ نے نقل کردہ روایات کو من و عن درج کیا ہے؟ یا ان پر کوئی نقد کیا ہے۔ ان احادیث اور آثار کو نقل کرنے

*پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور

**چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور

***لیکچرار، گورنمنٹ اسلامیہ گریجویٹ کالج، سمبریال، سیالکوٹ

میں کون سا منہج اختیار کیا ہے؟اس مقالہ "سید امیر علیؒ کا تفسیر مواہب الرحمان میں تفسیر ابن کثیر سے اخذ واستفادہ کے منہج کا تجزیاتی مطالعہ "میں انہیں سوالات کا جواب تلاش کیا گیا ہے۔

اسلوبِ تحقیق

اس مقالہ میں تجزیاتی منہج تحقیق اپنایا گیا ہے۔ تحقیقی مقاصد کے لئے مواد کو تجزیاتی اور بیانیہ اسلوبِ تحقیق میں تحریر کر دیا گیا ہے۔ غیر ضروری طوالت سے اجتناب کیا گیا ہے۔ تفسیر مواہب الرحمان میں سید امیر علیؒ نے تفسیر ابن کثیر سے جو استفادہ کیا اس کے متعلقہ مواد کو ملخص کرکے پیش کیا گیا ہے۔ اس موضوع پر بنیادی کتب سے مواد کو اخذ کرکے احاطہ تحریر میں پیش کیا گیا ہے اور اس کا تجزیہ بھی کیا گیا ہے۔ حوالہ جات اینڈ نوٹ (آخر میں) کی صورت میں لکھے گئے ہیں۔ پہلی بار حوالہ مکمل شکل میں دیا گیا ہے دوسری بار حوالہ دیتے وقت صرف مصنف کا نام اور کتاب کا نام اور صفحہ نمبر ذکر کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ(Literature Review)

سید امیر علی ملیح آبادیؒ کی تفسیر "مواہب الرحمان" پر اب تک جو تحقیقی کام ہوا ہے اس کا مختصر احوال کچھ یوں ہے؛

1. تفسیر مواہب الرحمان (از سید امیر علیؒ ملیح آبادی) کا تحقیقی مطالعہ "، کے عنوان سے ڈاکٹر نور حبیب صاحب (جو گونمنٹ اُگی کالج خیبر پختونخواہ سے پروفیسر کے طور پر اب ریٹائیرڈ ہو چکے ہیں) نے ڈاکٹر محمود اختر صاحب کی زیر نگرانی پنجاب یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کے مقالہ طور پر 2007ء کو پیش کیا۔
2. تفسیر مواہب الرحمان کے فقہی مباحث اور طرز استدلال: تفسیر مواہب الرحمان کے حوالے سے ایک تحقیقی کام ایم فل لیول کا ہے جو حافظ منیر احمد نے ڈاکٹر نسیم محمود کی زیر نگرانی " بعنوان: تفسیر مواہب الرحمان کے فقہی مباحث اور طرز استدلال کا تحقیقی مطالعہ " ہے۔ جسے مقالہ نگار نے شعبہ اسلامی فکر و تہذیب (ITC) یونیورسٹی آف منیجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی سیالکوٹ میں ایم فل کی ڈگری کے حصول کے لئے 2020ء میں پیش کیا ہے۔
3. تفسیر مواہب ال رحمان کے کلامی مباحث اور طرزِ استدلال: یہ تحقیقی مقالہ ایم فل لیول کی ڈگری کے حصول کے لئے جناب حافظ حفظ الرحمان نے ڈاکٹر نسیم محمود صاحب کی زیرِ نگرانی شعبہ اسلامی فکر و تہذیب (ITC) یونیورسٹی آف منیجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی سیالکوٹ میں 2020ء کو پیش کیا۔

4. تفسیر مواھب الرحمان تصوف کے مباحث اور طرز استدلال: حافظ محمد عثمان علی نے ڈاکٹر نسیم محمود کی زیرِ نگرانی 2020ء کو یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی سیالکوٹ کے شعبہ اسلامی فکر و تہذیب میں ایم فل کی ڈگری کے لئے پیش کیا۔اس کے علاوہ اس تفسیر کے حوالے سے کوئی مزید تحقیقی کام میری دانست کے مطابق نہیں ہوا ہے۔

تفسیر القرآن العظیم جو تفسیر ابن کثیر کے نام سے مشہور ہے جو ایک بہت بلند پایہ اور علمی مقام کی حامل ہے جو تفسیر بالماثور کے حوالے سے ایک بنیادی اور مستند تفسیر تسلیم شدہ ہے جس کے مولف امام اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء دمشقی شافعی (701ھ-774ھ)ہیں جو آٹھویں صدی ھجری کے ایک عظیم مفسر، محدث، فقیہ اور مورخ ہیں۔ان کی یہ عربی زبان کی تفسیر ہے۔اس کے بارے میں عربی میں مختلف زاویوں میں کام ہوا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

1. المقارنة بين منهجي الإمامين ابن جرير وابن كثير في التفسير، یہ محمد مختار طالب بن محمد نے ایم اے کے لئے مقالہ لکھا ہے جو جامعہ ازھر مصر میں (1423ھ) کو پیش کیا گیا ہے

2. الإمام ابن كثير المفسر، یہ مطر احمد الزھرانی نے ایم اے کے لئے جامعہ ام القریٰ میں (1402ھ) کو ایک تحقیقی مقالہ پیش کیا۔

3. ابن كثير ومنهجه في التفسير: یہ اِسماعیل سالم عبد العال نے پی ایچ ڈی کے مقالے کے طور پر (1403ھ) بمطابق، (1984ء) کو جامعہ القاھرہ میں پیش کیا

4. استدراكات ابن كثير على ابن جرير في تفسيره، یہ أحمد عبد الله الغاني،نے پی ایچ ڈی کے لئے تحقیقی مقالہ کے طور پر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں (1420ھ) کو لکھا ہے۔

5. منهج ابن كثير في الدعوة إلى الله من خلال كتابه "تفسير القرآن العظيم" والاستفادة منه في العصر الحاضر: یہ مبارک بن حمد الحامد الشریف کا پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے جن کا تعلق سوڈان سے ہے، انہوں نے یہ مقالہ جامعہ درمان الاسلامیہ میں (1428ھ) بمطابق سن عیسوی 2007ء کو پیش کیا۔

اس کے علاہ عربی زبان میں تفسیر ابن کثیر اور امام ابن کثیر پر مختلف زاویوں اور متنوع انداز سے تحقیقی کام ہوا ہے مگر اردو میں اس تفسیر کی تخریج و تحقیق حافظ زبیر علی زئی اور کامران طاہر نے کی ہے اور ترجمہ مولانا محمد جونا گڑھیؒ نے کیا ہے اور اسے مکتبہ اسلامیہ لاہور نے شائع کیا ہے۔ تفسیر ابن کثیر منہج اور خصوصیات یہ اکبر ربانی صاحب کا ایک مقالہ ہے جو چند صفحات پر ہے۔اسکے علاوہ یونیورسٹی لیول پر اس تفسیر پر کسی نوعیت کا تحقیقی کام مجھے نہیں مل پایا ہے۔

جس موضوع پر میں یہ تحقیقی مقالہ تحریر کر رہا ہوں یعنی "سید امیر علیؒ کا تفسیر مواھب الرحمان میں تفسیر ابن کثیر سے اخذ واستفادہ کے منہج کا تجزیاتی مطالعہ" اس پر اب تک کسی نوعیت کا کوئی تحقیقی کام نہیں ہوا ہے۔

صاحبِ مواھب الرحمٰن کا مختصر تعارف

نام ونسب: مولانا کا نسب سید امیر علی ملیح آبادی بن سید معظم علی بن سید خیرات علی بن سید محمد طاہر بن سید ہمت خان ہے۔ آپ کا نسبی تعلق جیسا کہ ناموں سے ظاہر ہے ایک سادات خاندان سے ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب خلیفہ چہارم حیدرِ کرار سیدنا علی مرتضیٰؓ شیر خدا سے جاملتا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا تعلق بھی ایک سادات خاندان سے ہے اور ان کا نام سیدہ منیرہ ہے۔ آپ کا نام ابتداء میں عبد الرزاق محمد رکھا گیا تھا۔ اس کے بعد آپ کا نام "سید امیر علی؛ شہید بابری مسجد امیر المجاہدین سید امیر الدین علی شہید (1282ھ) کے نام سے متاثر ہو کر رکھا گیا[1]

تاریخ پیدائش وجائے پیدائش: آپ کی پیدائش 1274ھ بمطابق 22 اگست 1857 میں ہوئی۔ اس طرح آپ کی پیدائش 1857 کی جنگ آزادی کے پر شورش زمانے میں ہوئی۔ سید امیر علی انڈیا کی موجودہ ریاست اتر پردیش کے ایک مشہور شہر "ملیح آباد" میں پیدا ہوئے، جو ریاست، کے دارالحکومت لکھنؤ سے 15 میل کے فاصلے پر ہے۔ ملیح آباد انگریزوں کے زمانے میں لکھنؤ ضلع کی اہم تحصیل تھی جو زراعت اور باغات کی وجہ سے بہت مشہور تھی اور ملیح آباد کے آم بھی بہت شہرہ رکھتے تھے[2]۔

تعلیم وتربیت اور دینی علوم کا حصول

مولانا سید امیر علی کے والدین اُس وقت انہیں داغِ مفارقت دے گئے جب وہ ابھی بچپن میں کھیل کود میں مصروف تھے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت آپ کی چچازاد بہن نے کی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم ملیح آباد کے ایک اردو مدرسہ سے حاصل کی۔ آپؒ نے عربی فارسی، منطق، علم کلام اور دینی علوم مولانا عبد اللہ الارویؒ اور مولانا صدر علی مہاجرؒ اور قاضی بشیر الدین الشمانیؒ سے سیکھے۔ حدیث، تفسیر اور فقہ کے علوم دہلی میں عظیم محدث ومفسر امام العصر مولانا سید نزیر حسین دہلویؒ سے حاصل کئے[3]۔

مولانا نے خود لکھا ہے کہ میں نے فلسفہ وغیرہ ترک کر دیا اور اپنے آپ کو سنت کے طریق پر چلایا۔ آپ سید نذیر حسین دہلویؒ کے دروس میں 1880ء تک شامل رہے اور علم وعرفان کے موتی چنتے رہے۔ حصولِ علم کے بعد آپ واپس اپنے آبائی شہر چلے گئے وہاں آپ نے مختلف تعلیمی اداروں میں تدریس کے فرائض انجام دئے۔ آپ کے اس دور کے اہم شاگرد مولانا عبد الحی حسنیؒ ہیں جنہوں نے آپ سے جلالین پڑھی[4]

مطبع نول کشور سے تعلق

مولانا سید امیر علی جب لکھنؤ میں درس و تدریس کے فرائض انجام دے رہے تھے اس دوران ان کی ملاقات منشی نول کشور (1836ء-1885ء) سے ہوئی۔ پھر آہستہ آہستہ گہرے تعلقات قائم ہوئے۔ منشی نول کشور ایک علم دوست اور بہت معروف تھے اور وہ ایک پرنٹنگ پریس چلاتے تھے۔ منشی نول دیگر کتابوں کے ساتھ اسلامی اور مذہبی کتابیں بھی چھاپنے کا اہتمام کرتے تھے۔ تو سید امیر نے وہاں پر ملازمت اختیار کی اور ایک عرصہ دراز تک کتابوں کی پروف ریڈنگ اور تصحیح کا کام کیا۔ سید صاحب نے کئی کتابوں کے ترجمے بھی کیے[5]

سید امیر کے اپنے بیان کے مطابق ان کے معاشی حالات بہت خراب ہوگئے اور فاقوں کا سامنا کرنا پڑا تو ایسے حالات میں منشی نول کشور سے رابطہ کیا کہ انہیں مطبع خانہ میں ملازمت دی جائے تو منشی نول نے بغیر کسی لیت و لعل کے 50 روپے ماہوار پر نوکری پر رکھ لیا اور شروع میں آپ باقاعدہ مطبع میں جا کر کام کرتے رہے۔ وہاں حالات پر سکون نہیں ہوتے تھے اور ہر وقت لوگوں کا رش لگا رہتا تھا اس پر منشی نول نے انہیں حاضری سے استثناء دے دیا اور مولانا اپنے گھر بیٹھ کر مطبع کے لئے علمی اور تحقیقی کام کرتے رہے اور منشی نول نے ان کے مزاج کا خیال کرتے ہوئے حقہ کا اہتمام بھی ان کے گھر پر کروا دیا تھا[6]۔

مولانا سید امیر علی منشی نول کشور کو بہت عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے ان کے دل میں منشی نول کی کس قدر عظمت تھی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے انہوں نے منشی نول کے متعلق فتاویٰ عالمگیری کا ترجمہ کرتے ہوئے اس کے مقدمہ میں لکھا، "اس بے مثال فتاوی کے ترجمہ کی جانب توجہ ایک دریا دل رئیس، بامروت، سنجیدہ خصلت اور عالی ہمت نے توجہ فرمائی اور اس کا ترجمہ کرایا[7]۔

تصانیف

مولانا نے درج ذیل علمی سرمایہ چھوڑا ہے

1. تفسیر مواہب الرحمٰن المعروف بہ جامع البیان
2. شرح صحیح بخاری اردو (غیر مطبوعہ)
3. فتاوٰی عالمگیری کا (اردو ترجمہ)
4. عین الھدایہ کا (اردو ترجمہ)
5. الحاشیۃ التوشیح (عربی) جو تنقیح الاصول کی شرح ہے جو علامہ صدر الشریعۃ الاصغر عبید اللہ بن مسعود کی کتاب ہے۔
6. حاشیۃ علی تقریب التھذیب (عربی)

7. المستدرک فی الرجال (عربی)

8. الترنیب لتقعیب التقریب (عربی)[8]

وفات: 26 اپریل بروز اتوار 1919 کو سید امیر علی دنیائے فانی کوچ کر گئے۔ انّا للہ انّا الیہ راجعون[9]۔

تفسیر مواہب الرحمٰن کا تعارف

مولانا سید امیر علیؒ کی یہ تفسیر "مواہب الرحمان؛ جو جامع البیان کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہ پہلی بار 1896ء تا 1902ء تک 30 جلدوں میں لکھنؤ کے مکتبہ نول کشور پریس سے شائع ہوئی۔ یہ تفسیر منشی نول کشور مطبع کے مالک کی تحریک و تحریض پر لکھی گئی تھی۔ مگر اسکے اسباب اور بھی ضرور ہوں گے نہ صرف یہ کہ مطبع کے مالک کی خواہش تھی۔ ان کے دور میں برصغیر کے مسلمان پر آشوب دور سے گزر رہے تھے اقتدار برطانوی استعمار نے مسلمانوں سے چھین لیا تھا۔ لوگ اخلاقِ رذائل سے متصف ہوگئے تھے اور اخلاقِ شریفہ کا خاتمہ ہوچکا تھا۔ عورتوں، بچوں کا قتل کیا گیا۔ عدالتوں میں جج فاسق اور گواہ بدکار تھے، کہیں بھی جان و مال کی حفاظت کے آثار دکھائی نہیں دیتے تھے، ظلم، فسق و فجور اور بددیانتی کا بازار گرم تھا[10]۔

اس کے علاوہ مولانا سید امیر علی صاحب سیر سید احمد خان، متجددین اور نیچری فرقہ سے بھی اچھی طرح آگاہ تھے اور ان کے باطل نظریات کی تردید بھی آپ کے پیش نظر تھیں جیسا کہ مقدمۃ التفسیر میں فرماتے ہیں کہ "اسوقت مسلمان اعتقادات حقہ سے بہکانے و شک دلانے میں اہل شرک ظاہری، یہود و نصاریٰ و ہنود مجوس کا فتنہ چنداں مضر نہیں ہے جس قدر فرقہ نیچر معتزلہ وغیرہ سے ضرر ہے کیونکہ اس فرقہ نے ظاہری صورت اسلام ولباس ونام کے پیرایہ میں اپنی جاہلانہ کفر و بد اعتقادیوں سے بہت سے جاہل مسلمانوں کو دائرہ کفر میں کھینچ لیا اور یہ بدبخت سادہ لوح ظاہری صورت پر فریفتہ ہو کر مطیع ہو گئے"[11]

یہ تفسیر البتہ اہل السنۃ والجماعۃ کے لئے لکھی گئی ہے خصوصاً کم علم لوگوں کا لحاظ کرتے ہوئے ان کے عقائد کو شک وشبہہ سے بچانے کے لئے، وساوس شیطان کو رفع کرنے کی بہت کوشش کی تاکہ نیچر، روافض اور خوارج کے اہام سے بچ جائیں[12]۔

تفسیر مواہب الرحمان کی مختلف اشاعتیں

یہ تفسیر دوبار 1902ء اور 1931ء کو مطبع نول کشور لکھنؤ سے 30 جلدوں میں شائع ہوئی۔ پاکستان بننے کے بعد یہ تفسیر نئی کتابت کے ساتھ 'قرآن کمپنی لمٹڈ، لاہور کے ناشر ڈاکٹر امجد مسعود رفاعی نے فروری 1977ء میں 'الحرم

پریس، ہجویری پارک لاہور سے شائع کی۔ اس طرح مکتبہ رشیدیہ لمٹڈ لاہور کے مالک حافظ عبد الرشید ارشد نے نول کشور ایڈیشن کی فوٹو کاپی لے کر جنوری 1977ء کو دوبارہ اصل شکل میں 10 جلدوں میں شائع کیا۔

تفسیر مواھب الرحمان کا عمومی منہج و اسلوب: تفسیر مواھب الرحمان کا منہج اور سور و آیات کی تفسیر کا طریق کار تفسیر بالماثور کا اختیار کیا ہے۔ مولانا سید امیر علی پہلے سورت کا تعارف بیان کرتے ہیں، سورت مکی یا مدنی ہے، پھر آیات کے نزول کا زمانہ ذکر کرتے ہیں۔ سورت کی فضیلت بیان کرتے ہیں۔ یہ فضیلت احادیث کی روشنی میں ذکر کرتے ہیں اور پھر مفسرین کرام کے حوالے سے بھی اسکی آیات کی فضیلت اور ان کے زمانہ میں اگر فرق ہے تو وہ واضح کرتے ہیں۔ پھر آیات کی تفسیر میں پہلے الفاظ کے معانی کی تشریح کرتے ہیں۔ پھر آیات کی تفسیر پہلے قرآن سے کرتے ہیں۔ اس کے بعد وہ احادیث ذکر کرتے ہیں جو امام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں بیان کی ہیں۔ اسکے ضروری مسائل اور فقہی نکات، شان نزول، واقعات، باطل فرقوں کا رد اور تصوف کے مسائل بھی آخر میں بیان کرتے ہیں۔ الفاظ کی تشریح لغوی اور اصطلاحی ذکر کرتے ہیں اور اس کے لئے زیادہ تر حوالہ جات تفسیرِ کشّاف کے دیتے ہیں۔ بعض اوقات احادیث کی اسناد بھی بیان کرتے ہیں اور احادیث کی صحت پر حکم بھی لگاتے ہیں۔ تفسیر مواھب الرحمان میں درج ذیل مصادر سے تفسیر بیان کی ہے؛

1. قرآن مجید
2. احادیث رسول ﷺ
3. اقوالِ صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین
4. اقوال تابعینؒ
5. لغتِ عرب اور عربی ادب اور صرف و نحو اور قرات۔

تفسیر مواھب الرحمان میں تفسیر ابن کثیر سے اخذ واستفادہ کا منہج: سید امیر علیؒ نے اپنی تفسیر مواھب الرحمان میں تفسیر ابن کثیر، معالم التنزیل[13] اور سراج المنیر[14] کو اپنا ماخذ و مصدر بنایا ہے، خاص طور پر تفسیر ابن کثیر کو مرکزی اور بنیادی اور اولین مصدر کی حیثیت حاصل ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں امام ابن کثیرؒ نے احادیث رسول ﷺ اور اقوال و آثارِ صحابہؓ اور تابعینؒ سے تفسیر بیان کی ہے اور جہاں ضرورت محسوس کی وہاں راویوں پر نقد بھی کیا ہے[15]۔

سید امیر علیؒ نے تفسیر مواھب الرحمان میں تفسیر ابن کثیر کی روایات و آثار کو ذکر کیا ہے اور اسکے ساتھ کچھ اضافہ جات بھی کئے ہیں تفسیر ابن کثیر سے استفادہ کے بارے وہ لکھتے ہیں کہ "تفسیر شیخ امام عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر ابن کثیرؒ القرشی الدمشقی (701ھ-774ھ) گویا لباب تفسیر حضرت امام ابن ابی حاتم عبد الرحمان بن محمد

الرازی الحافظؒ (295ھ) اور تفسیر امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبریؒ (310ھ) ہے امام نوویؒ نے کہا کہ امت نے اجماع کیا کہ مثل تفسیر ابن جریر کے تصنیف نہیں ہوئی۔ مترجم نے ان اکابر ائمہ کے افادات کے ساتھ میں بہت سے مفید التزامات کی رعایت کی"[16] مقدمۃ التفسیر میں مترجم نے لکھا ہے کہ " اسانید صحیحہ روایات کو تفسیر ابن کثیر، معالم وغیرہ وکتب احادیث سے تتبع کیا۔ بلاسند اقوال جنکو کتب تفسیر والے بغیر نشان ذکر کرتے ہیں ان میں یہ تفصیل ہے کہ اگر شیخ امام ابن کثیرؒ کی نقل ہے تو البتہ اعتماد کیا کیونکہ وہ حافظ و محدث ہیں[17]۔

سید امیر علیؒ ملیح آبادی برصغیر کے ان جید علماء میں شامل ہیں جنہیں فن اسماء الرجال میں خاص مہارت حاصل ہے ۔اس بات کی ایک دلیل سید امیر علیؒ کا وہ حاشیہ ہے جو آپؒ نے امام ابن حجرؒ کی کتاب "تقریب التہذیب" پر لکھا جسے تقریب التقریب کے نام سے مطبع نول کشور سے شائع کیا گیا۔ اس لئے آپؒ نے اپنی تفسیر مواھب الرحمان میں بھی کئی مقام پر احادیث پر نقد کیا ہے۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے کہ آپ نے تفسیر میں تفسیر ابن کثیر اور امام بغویؒ کی معالم التنزیل کو مرجع بنایا ہے۔ اب ان تفاسیر میں جو رطب و یابس باتیں ذکر کر دی گئی ہیں مولانا سید امیر علیؒ نے انہیں روایات کو بلا نقد درج کر دیا ہے۔ جبکہ امام ابن کثیرؒ نے ایسے آثار پر اپنی آراء بھی لکھ دی ہیں۔ لہذا مولانا سید امیر علیؒ نے تفسیر مواھب الرحمان میں تفسیر ابن کثیر سے اخذِ روایات و آثار اور ان کے ردّ و قبول اور استدلال کرتے ہوئے نقد و جرح کا منہج اپنایا ہے۔ چند مقامات کا جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

1. انّ اللہ یامرکم ان تودوا الامٰنٰت الیٰ اھلھا [18]---الی آخر

اس آیت کا شان نزول مولانا سید امیر علیؒ نے بیان کیا اور اس کے متعلق لکھا ہے کہ امام بغویؒ نے معالم التنزیل میں بیان کیا ہے کہ یہ حضرت عثمان بن طلحہؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے جس کے بعد انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ امام بغویؒ لکھتے ہیں؛

نزلت فی عثمان بن طلحة الحجبی من بنی عبدالدار وکان سادن الکعبة فلما دخل النبیﷺ مکة یوم الفتح اغلق عثمان باب البیت و صعد السطح فطلب رسول اللهﷺ المفتاح فقیل انه مع عثمان فطلبه منه رسول الله۔ فابی و قال لو علمت انه رسول اللهؐ لم امنعه المفتاح [19]--الی اخر

اور تفسیر جلالین میں بھی اسے مختصر بیان کر دیا گیا ہے مولانا سید امیر علیؒ نے ذکر کرنے کے بعد امام ابن کثیرؒ کے موقف کو اپناتے ہوئے تنقید کی ہے "مترجم کہتا ہے کہ مفسر جلال نے اس مقام پر معالم کی اتباع میں شان نزول بدون اسناد کے بنابر مشہور خلط و خبط کے یوں ذکر کر دیا۔ پھر مزید لکھتے ہیں کہ مترجم کہتا ہے کہ یہ روایت بلا اسناد ظاہراً، سیَر و روایات سے جمع کر کے خلط کی گئی ہے جس میں کئی وجہ سے خطاء واقع ہوئی۔۔ اور صواب یہ ہے کہ یہ

عثمان مسلمان تھے جیسا کہ جامع الاصول وکتب اسماء الرجال میں بیّن ہے اور قصہ اسلام وغیرہ خطاہے قال ابن کثیر۔۔۔امام ابن کثیر کا پورا واقع ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ بہت سے مفسرین نے ذکر کیا کہ یہ آیت نازل ہوئی عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ کے حق میں اور ابو طلحہ کا نام عبد اللہ بن عبد العزیٰ بن عثمان بن عبد الدار بن قصی بن کلاب القرشی ہے اور وہ عبدری کی نسبت یعنی بنو عبد الدار کی نسبت سے بولا جاتا تھا اور خانہ کعبہ کی کنجی بھی رکھتے اور نشان فوج بھی انہیں کے ہاتھ میں ہوتا تھا اور یہ عثمان بن طلحہ چچازاد بھائی شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ تھا جو آخر میں حاجب ہوا اور آج تک حاجب ہونا اسی کی نسل میں سے چلا آیا ہے حاصل آنکہ ابو طلحہ کے دو بیٹے تھے ایک طلحہ اور دوم عثمان، پھر طلحہ کے بیٹے کا نام بھی عثمان ہے جو اسکے چچا کا نام تھا[20]۔

پس عثمان بن طلحہ جس کی شان میں آیت کا نزول ہے وہ صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیان جو مدت صلح تھی اس میں یہ عثمان بن طلحہ اور خالد بن ولید اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنھم مسلمان ہو چکے تھے اور رہا اسکا چچا عثمان بن ابی طلحہ تھا وہ احد کے روز مشرکوں کا نشان بردار تھا اور اسی روز کافر قتل کیا گیا۔ بہت سے مفسروں کو اشتباہ ہو گیا کہ انہوں نے ایک دوسرے کو خلط کر دیا[21]

مولانا سید امیر علیؒ نے مذکورہ روایت کے بارے میں امام ابن کثیرؒ پر اعتماد کیا ہے اور ان کے موقف کو اپنایا ہے اسکی تائید علمی طور پر بھی ہوتی ہے کیونکہ امام ابن اثیرؒ (555ھ-630ھ) نے یہ سارا واقعہ لکھا ہے کہ عثمان بن طلحہ کے چچا عثمان اور والد ابو طلحہ دونوں جنگ احد کے دن قتل ہو گئے تھے اور عثمان بن طلحہ اور حضرت خالد بن ولید اور عمرو بن العاص نے مدینہ جا کر حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی وقت میں اسلام قبول کر لیا تھا[22]۔

2. فلا وربک لایومنون حتّٰی یحکموک فیما شجر بینھم[23]۔۔الی آخر الآیۃ

اس آیت کا شان نزول امام بخاریؒ نے کتاب التفسیر میں یوں بیان کیا ہے؛

"حضرت عروہؓ کا بیان ہے کہ والد ماجد حضرت زبیر بن عوامؓ اور ایک انصاریؓ کا کھیت کے پانی پر جھگڑا ہو گیا نبی ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ اے زبیر! پہلے تم اپنے کھیت کو پانی دے لو اور پھر ہمسایہ کے کھیت کی طرف چھوڑ دینا، اس انصاری نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ اسلئے ہے کہ یہ آپ کی پھوپھی جان کے بیٹے ہیں اس بات پر آپؐ کے چہرے کا رنگ سرخ ہو گیا اور آپؐ نے فرمایا کہ اے زبیر پہلے تم اپنے کھیت کو پانی دو اور وہیں بیٹھ جانا جب پانی منڈیروں سے اوپر جانے لگے تو پھر اپنے ہمسایہ کی جانب چھوڑ دینا۔ زہریؒ کا بیان ہے کہ نبیؐ نے اس دفعہ حضرت زبیرؓ کو ان کا پورا حق صاف لفظوں میں دلا دیا جبکہ پہلے حکم میں انصاری کے رعایت فرمائی تھی اور اس حکم دونوں کے حق کی طرف اشارہ فرمایا تھا۔ حضرت زبیر فرماتے ہیں کہ کہ میرے خیال میں یہ آیتیں؛ تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم، وہ مسلمان نہ ہونگے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں"[24]۔ جبکہ

امام ابن کثیرؒ نے امام زھریؒ کے واسطے سے حضرت سعید بن مسیبؒ سے ایک روایت نقل کی اور کہا کہ یہ زبیر بن العوام اور حاطب بن ابی بلتعہ الانصاری کے حق میں اتری ہے اور کہا کہ یہ مرسل جید ہے مگر اس میں فائدہ یہ ہے کہ انصاری کا نام اس میں مشہور ہے [25]۔

اس پر مولانا سید امیر علیؒ نے جرح کی ہے کہ "مترجم کہتا ہے کہ حاطب ابی بلتعہؓ صحابی مہاجر بدری ہیں پھر کیونکر انصاری کہا گیا اور یہ اعتراض ظاہر ہے اور انصار میں سے کوئی اس نام سے معروف نہیں ہے مگر آنکہ اس اثر سے نکالا جاوے"[26]۔

اس مقام پر مولانا سید امیر علیؒ نے امام ابن کثیر کے موقف کو اپنانے اور موافقت کی بجائے اس پر گرفت کی ہے

3. وتفقد الطیر فقال مالی لاارَی الھُدھُد اَم کَانَ مِن الغائبِینَ [27]

امام ابن کثیرؒ نے اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن عساکرؒ کے حوالے سے ایک موضوع اور من گھڑت واقعہ ذکر کیا ہے کہ غوطہ دمشق کے عبد اللہ البرزی الاعور کے بارے میں ابو سلیمان بن زید کی سند سے یہ عجیب روایت نقل کی ہے کہ خراسان کے دو آدمی جو بڑے باکمال افراد تھے انہوں نے دو انگیٹھیاں لی اور ان میں عود اور خوشبو دار مصالحہ جلایا اور وہ انہیں ایک وادی میں لے گئے جو خشبو دار دھویں سے بھر گئی اور وہاں پھر سانپ آنے لگے تو ان دو آدمیوں نے ایک سانپ کو پکڑا اور اس کی آنکھوں میں ایک سلائی لگائی اور انہوں وہ اپنی آنکھوں میں بھی لگائی اور عبد اللہ البرزی کی آنکھ میں بھی لگادی جس سے اسکی نظر حیرت انگیز حد تک تیز ہوگئی کہ اسے زمین کی تہہ میں بھی اشیاء نظر آنے لگیں ایسے جیسا شیشہ ہوتا ہے بعد میں ان دونوں نے عبد اللہ البرزی کو پکڑا اور باندھ کر اسکی آنکھ نکال دی تھی [28]۔ اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد امام ابن کثیرؒ نے بھی اسپر کوئی نقد نہیں کیا ہے [29] اور مولانا سید امیر علیؒ نے بھی مواھب الرحمان میں یہ واقعہ جو سراسر من گھڑت اور بے سروپا ہے لکھا ہے اور اس پر کوئی جرح نہیں کی ۔ اس کہانی کی امام ابن کثیرؒ نے کوئی سند ذکر نہیں کی ہے اور یہ خلاف عقل بھی ہے یہ دونوں باتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہ موضوع اور بناوٹی ہے۔

4. حٰم۔ عسق [30]

ان حروفِ مقطعات کی تفسیر میں امام ابن کثیرؒ نے مفسر ابن جریر کے حوالے سے ایک اثر بیان کیا ہے اور اسے منکر اور عجیب قرار دیا ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ؛ اخبرنا احمدبن زہیرحدثنا عبدالوھاب بن نجدۃ الحوطی حدثنا ابو المغیرۃ عبدالقدوسبن الحجاج عن ارطاۃ بن المنذر قال جآء رجل الی ابن عباسؓ فقال لہ و عندہ حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنہ اخبرنی عن تفسیر قول اللہ تعالی ، حٰم عسق۔ الخ

حضرت حذیفہ نے کہا کہ میں تجھے بتلاتا ہوں کہ مجھے یہ معلوم ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے تمہیں بتانے میں کراہت محسوس کی ہے۔ جبکہ یہ کلام حضرت ابن عباس کے خاندان میں سے کسی ایک عبد اللہ یا عبد الالہ کے بارے میں اُترا ہے جو مشرق کے دو دریاؤں میں ایک دریا پر اترے گا اور اس کے دونوں طرف دو شہر آباد کرے گا اور دریا ان شہروں کے درمیان سے بہتا رہے گا پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا کہ ان کی یہ بادشاہت اور سلطنت ختم ہو اور ان کی ثروت و دولت کا خاتمہ ہو جائے تو اللہ ایک طرف کے شہر پر رات کے وقت میں آگ کو بھیج کر جلا کر تباہ کر دے گا اور دوسرے شہر والے اطمینان میں ہوں گے کہ ہم محفوظ رہے ہیں جبکہ دوسری رات اللہ اس شہر کو تمام اسکے باسیوں سمیت زمین میں دھنسا دے گا[31]

اس روایت کے متعلق علامہ نواب سید صدیق حسن خانؒ فتح البیان فی مقاصد القرآن میں لکھتے ہیں؛ وهو حديث لايصح ولا يثبت و ماظنه الا من الموضوعات المكذوبات والحامل لواضعه عليه مايقع لكثير من الناس من عدواة الدول والحط من شانهم الازراء عليهم وكذا مااخرجه ابو يعلى و ابن عساكر عن ابى معاوية قال السيوطى بسند ضعيف وقلت بل بسند موضوع و متن مكذوب[32]

مولانا سید امیر علیؒ نے اس اثر کو ذکر کرنے کے بعد اس پر کچھ اس طرح تبصرہ کیا ہے؛ مترجم کہتا ہے کہ مولوی صدیق حسن قنوجی بھوپالیؒ نے اپنی تفسیر فتح البیان میں اس روایت کا حوالہ دے کر کہا کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے اور میں تو اس کو دروغ موضوع گمان کرتا ہوں اور اسکے کے گھڑنے والے کو باعث یہ ہوا کہ اہل دولت و ثروت سے لوگوں کی عدوات ہوتی ہے تو اُس نے ان لوگوں کی تحقیر کے واسطے یہ روایت بنائی ہے مترجم کہتا ہے کہ اس قائل پر سوال ہو گا کہ اچھا کس شخص نے بنائی ہے اسواسطے کہ ارطاۃ بن المنذر اور عبد القدوس و عبد الوہاب بن نجدۃ سب ثقات ہیں، امام ابوداود وغیرہ نے عبد الوہاب سے سنن میں روایات لیں ہیں اور احمد بن الازھر بھی ثقہ معروف ہیں اور ہاں اگر احمد بن زہیر ہوں تو مجھے معلوم نہیں ہے حالانکہ ابن ابی حاتم نے التزام کیا بدون اسناد حسن کے نہ لاویں مولوی مذکور کے ظنون پر اعتماد نہیں ہو سکتا ہے[33]

مذکورہ بالا بحث میں بنیادی طور پر سید امیر علیؒ سے اس روایت میں سہو ہوا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ آپؒ نے روایت بیان کرتے ہوئے پہلے راوی کا نام احمد بن الازہر لکھا ہے جسے بنیاد بنا کر آپ نے نواب صدیق حسن خان و ہدفِ تنقید بنایا ہے جبکہ مذکورہ اثر میں پہلا راوی تفسیر ابن کثیر میں احمد بن زُہیر ہے جیسے کہ اوپر مذکور ہے اور تفسیر ابن کثیر کے ماخذ تفسیر ابن جریر طبری میں بھی احمد بن زُہیر ہے[34]

دوسری بات یہ ہے کہ اسے امام ابن کثیرؒ نے بھی اسے منکر قرار دیا ہے اور راوی احمد زُہیر کا کتبِ اسماء الرجال میں کہیں تذکرہ نہیں ملتا ہے۔ تفسیر ابن کثیر سے اسرائیلی روایات نقل کرنے کا طریق: تفسیر مواھب الرحمان میں

سید امیر علیؒ نے اسرئیلیات کو کبار ائمہ مفسرین اور بالخصوص امام ابن کثیر کے اختیار کردہ اصولوں کے تحت نقل کیا ہے انہوں نے اپنے مقدمہ تفسیر میں اس کے متعلق تین باتیں یوں بیان کی ہیں؛

1. ایسی روایات ہیں کہ جو قرآن مجید یا حدیث حمید میں اس سے موافق ہے تو امر جو ثبوت ہوا اور وہ قرآن یا حدیث سے ہوا اور اہل کتاب کی یہ روایت صرف بطور مزید آگاہی کے لی گئی کہ شریعت سابقین میں بھی یہ امر موجود تھا اور ایسی روایات کی نسبت صدق معلوم ہے۔

2. اہل کتاب کی ایسی روایت جو قرآن و حدیث سے مخالف ہو تو یہ صریح کذب معلوم ہے۔ چنانچہ مثلاً یہود نے اپنے یہاں کی کتاب سے نقل کیا کہ عزیرؑ فرزند خدا تھا۔ پس یہ صریح جھوٹ ہے اور جس شخص نے نقل کیا کہ فلاں کتاب میں لکھا ہے تو شاید وہ نقل میں سچا ہو کہ اس کتاب میں لکھا ہو لیکن دروغ تو اگلوں نے باندھا جنہوں نے یہودیوں میں یہ عقیدہ پھیلایا۔۔ لیکن جب وہ نصوص حق سے مخالف ہے تو صریح کذب ہونا ظاہر ہو گیا پس ایسی روایت مردود ہے۔

3. اہل کتاب کی ایسی روایت جسکا قرآن وحدیث میں ذکر نہیں آیا یعنی نہ موافق اور نہ مخالف بلکہ سکوت ہے مثلاً نوح علیہ السلام کا نسب نامہ مذکور ہے اور یہود کی کتابوں میں اسکا ذکر ہو تو ایسی روایت کی نسبت ہم کسی جانب قطع نہیں کرسکتے ہیں بلکہ محتمل ہے کہ سچ ہو جیسے محتمل ہے کہ جھوٹ ہو لہذا ایسی روایت سے کوئی امر ثابت نہ کیا جاوے بلکہ ذکر کر کے سکوت ہو گا[35]

مثال طور چند ایک واقعات درج ذیل ہیں

1. وَ قُلنا یَآ دم اسکُن اَنتَ وَ زوجُک الجَنّۃَ و کُلا منھا رغداً حَیثُ شِئتُما و لا تقرباھذہِ الشجَرَۃَ فتکُونا مِن الظالمینَ[36]

اس کی تفسیر میں امام ابن کثیر لکھتے ہیں؛فھو اختبار من اللہ تعالیٰ و امتحان لآدم[37]

امام ابن کثیرؒ نے اس درخت کے متعلق لکھا ہے کہ وہ درخت کیا تھا اور سلف سے اس بارے میں مختلف اقوال ہیں چنانچہ حضرت سعید بن جبیر و محمد بن قیس وجادہ بن ہبیرۃ و شعبی و سدی (رحمۃ اللہ علیھم) نے کہا کہ وہ درخت انگور تھا اور یہی سدی نے ابن عباس وابن مسعود ایک جماعت سے روایت کیا ہے کہ یہ درخت انگور تھا اور یہودی کہتے ہیں کہ وہ گیہوں کا درخت تھا۔ پھر محمد بن اسحٰق کی روایت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ محمد بن اسحٰق نے وہب بن منبہ سے روایت کی کہ وہ گیہوں تھا لیکن جنت میں اس کا دانہ گائے کے گردہ کے برابر اور مکھن سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ شیریں تھا اور سفیان ثوری نے ابو مالک سے روایت کیا کہ وہ درخت خرما تھا اور ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا کہ وہ درخت انجیر تھا اور یہی قول قتادہ وابن جریج ہے۔ ابو العالیہ سے روایت ہے کہ وہ ایک ایسا درخت

تھا کہ اس کی غذا سے پائخانہ نہ آوے۔ عبد الرزاق نے وہب بن منبہ سے روایت کی کہ وہ درخت ایسا تھا کہ جس کو وہی کھائے جو ہمیشہ زندہ رہے لہذا فرشتے اس کا پھل کھاتے تھے یہ بحث کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ درخت کے بارے چھ اقوال ہیں[38]

مولانا سید امیر علیؒ نے امام ابن کثیر سے یہ روایات نقل کی اور ان پر تبصرہ یوں کیا ہے؛

"مترجم کہتا ہے کہ ملائکہ تو کھانے پینے سے بری ہیں۔ پس معلوم نہیں کہ لفظ ملائکہ سے کیا مراد ہے۔ اور ظاہرا یہ اسرائیلی روایت ہے جن کو وہب بن منبہ بکثرت لیتے ہیں۔ بلکہ علماء تابعین سے مختلف روایات ہیں پس شاید انہوں نے اہل کتاب کے اختلافات نقل فرمائے ہوں اور خود اس بارہ میں تفسیر نہیں فرمائی ہے لہذا امام ابو جعفر بن جریر نے فرمایا کہ قول صواب اس بارہ میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے درختان جنت میں ایک درخت خاص سے ممانعت فرمائی تھی اور اسکے جاننے سے ہماری کوئی غرض متعلق نہیں ہے اور نہ اُس پر قرآن یا حدیث سے کوئی دلیل قائم ہے"[39]

2. قالُوا يٰموسىٰ اِنَّ فيها قَوماً جبّارِينَ و انَّا لَن ندخُلها حَتّٰی يخرجوا منها فاِن يَخرُجوا مِنها فَاِنَّا داخِلُون[40]

اس آیت کے تحت امام ابن کثیرؒ نے ابن ابی حاتمؒ کی روایت سے دو اسرائیلی روایات ذکر کیں ہیں۔ علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ اور ان کی قوم شام کی حدود میں اریحاء کے قریب قریب اتری تو اس لشکر سے بارہ آدمی وہی جن کو اللہ تعالیٰ نے نقیب مقرر فرمایا ہے روانہ کئے تاکہ قوم عمالقہ کی خبر لائیں تو وہ چلے گئے اور جب وہاں پہنچے تو ان کو ایک مرد اس قوم سے ملا جو تنومند جوان اور قوی ہیکل اور بڑا لمبا چوڑا تھا اور بہت خوفناک بھی تھا اور اس نے ان سب کو اپنی چادر میں باندھا کر اپنے اوپر اٹھایا اور شہر میں لے جا کر اپنی قوم کو جمع کیا تو انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ ان نقیبوں نے بتایا کہ ہم موسیٰؑ کے جاسوس ہیں تو عمالقہ جبارین نے ان کو ایک انگور دیا جو ایک مرد کے لئے کافی تھا۔ پھر انکو چھوڑ دیا اور کہا کہ جا کر اپنی قوم کو خبر دو کہ ان کے انگور کی یہ مقدار ہے۔ پھر ان نقیبوں نے عہد کیا کہ اس حال سے صرف موسیٰؑ کو آگاہ کریں گے ورنہ قوم بد دل ہو گی مگر دو کے علاوہ باقی دس نے وعدہ توڑ دیا اور قوم کو بتا دیا تو قوم نے موسیٰؑ کے سامنے انکار کر دیا۔ دوسری روایت بھی ابن ابی حاتم سے نقل کی ہے جو یحیٰ بن عبد الرحمان کے طریق سے ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ کو دیکھا کہ وہ عصا لے کر ناپنے لگے، نہیں معلوم کہ کس قدر ناپا مگر زمین میں پچاس یا پچپن عصا کا اندازہ کیا اور پھر فرمایا کہ یہ عمالقہ کے قدوں کی لمبائی ایسے تھی۔

امام ابن کثیرؒ نے اسی قوم جبارین ہی کے بارے میں "عوج بن عنق" ایک مشہور افسانوی شخصیت کا ذکر کیا ہے۔ جس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ حضرت آدمؑ کی بیٹی عنق کا بیٹا تھا اور اس کا قد لمبائی میں تین ہزار اور چار ہزار گز کے درمیان تھا۔ حضرت موسیٰؑ نے اسے اپنے عصا سے مارا تھا۔

امام ابن کثیرؒ نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ یہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ وہ عوج بن عنق کافر اور ولد الزنا تھا اور اس نے حضرت نوحؑ کی کشتی میں بیٹھنے سے انکار کر دیا تھا اور طوفان اس کے گھٹنوں تک نہ پہنچ سکا۔ یہ سب جھوٹ اور افتراء ہے جبکہ حضرت نوحؑ کا بیٹا کافر ہوا اور وہ غرق ہو گیا تھا تو عوج بن عنق کیسے بچ سکتا تھا۔ یہ ایسی بے بنیاد باتیں اور لغو باتیں ہیں عقل اور شریعت اسکو کبھی بھی جائز قرار نہیں دیتی ہیں[41]

مولانا سید امیر علیؒ نے یہ سب روایات نقل کی اور امام ابن کثیرؒ کا موقف اپناتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"اور واضح رہے کہ یہاں بنی اسرائیل وغیرہ کی دروغ بنائی ہوئی جھوٹی باتیں بہتیرے تفسیر والوں نے بدون تنقید و تحقیق کے اپنی اپنی تفاسیر میں لکھ دیں ہیں۔۔ وہ مزید لکھتے ہیں کہ بہت سی ایسی جھوٹی باتیں لوگوں نے داخل دفتر کر لی ہیں کی کہاں تک ان کے دفعیہ میں کوئی کوشش کرے اور کلام کو بڑھاوے ہاں اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو لایعنی باتوں سے بچاوے اور ان کو کلام خدا اور رسول کے معانی کا شوق دلاوے جو ان کے کام آوے"[42]

سید امیر علیؒ نے اسرائیلیات کے بارے میں امام ابن کثیرؒ کے اختیار کردہ طریق کو ہی اپنایا ہے۔

حاصل کلام

تفسیر مواھب الرحمان میں سید امیر علیؒ نے حافظ ابن کثیر کی بعض تفسیری آراء پر نقد و جرح کی ہے۔ اگرچہ تفسیر مواھب الرحمان کا زیادہ تر انحصار امام ابن کثیرؒ کی تفسیر القرآن العظیم پر ہے۔ نقلِ روایت کے سلسلے میں آپؒ نے امام ابن کثیرؒ کی ثقاہت پر مکمل اعتماد بھی کیا ہے۔ سید امیر علیؒ نے امام ابن کثیرؒ کی بہت سی تفسیری آراء سے اتفاق نہیں کیا ہے جس طرح سورہ بقرہ کی آیت نمبر 102 کی تفسیر میں جادو کے متعلق حافظ ابن کثیرؒ اور جمہور کی رائے کے برعکس رائے اختیار کی ہے کہ جادو گر اشیاء کو نہیں بدل سکتا جبکہ امام صاحب اور جمہور علماء کے نزدیک اعیان کی تبدیلی ممکن ہے ۔ سید صاحب نے امام ابن کثیرؒ کی ثقاہت کی بنا پر روایات کو بغیر اسناد کے نقل کیا ہے اور کچھ روایات کی اسناد بھی ذکر کر دی ہیں۔ جن روایات کی تخریج میں کامیابی نہیں ہوئی انکے آخر پر لکھ دیا ہے کہ ان روایات کا ماخذ نہیں مل سکا ہے۔ ان اسرائیلی روایات کو نقل کیا ہے جو امام ابن کثیرؒ نے نقل کی ہیں باقی کو ترک کر دیا ہے۔

سفارشات

1. مواھب الرحمان ایک جامع تفسیر ہے لہذا اس پر پی ایچ ڈی لیول پر مذکورہ بالا عنوان پر کام کی ضرورت ہے۔
2. سید امیر علیؒ نے دیگر جن مفسرین کی آراء کو نقل کیا ہے اس کا جائزہ بھی لیا جاسکتا ہے
3. مواھب الرحمان کی اردو زبان بہت قدیم ہے اسے جدید اردو میں تبدیل کرنے کی ضرورت ہے
4. اس تفسیر میں فطرت پرستوں اور تجدد پسندوں کے گمراہ کن نظریات کا تعاقب کیا گیا ہے اس پر بھی تحقیقی مقالہ جات مختلف عنوانات پر لکھے جانے چاہیئے۔
5. اس تفسیر میں جو غیر مستند روایات وآثار ہیں ان کی چھان بین کرکے اس کے حجم کو مزید کم کیا جاسکتا ہے۔
6. مواھب الرحمان میں جو عقائد کی مباحث ہیں اس پر مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔

حوالہ جات

1 ڈاکٹر، نور حبیب اختر، تفسیر مواھب الرحمان کا تحقیقی مطالعہ، تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی، شعبہ علوم اسلامیہ، (لاہور: پنجاب یونیورسٹی 2007) ص 19۔

Dr. Noor H ā bib Akhtar, T ā fseer Muwahib ur Rahman kā Tā hqeeqi muta'lia, Thesis for P.hd , Department of Islamic Studies university of the Punjab Lahore,(2007) page 19.

2 Gazetteer of province of Ouhd Published by the Authority Of b Allah Abad (north Western province) Government Press Vol. ii, H to M ,p, 436.

3۔ لکھنوی، سید عبد الحی حسنی بریلوی، نزھۃ الخواطر و بھجۃ المسامع والنواظر، (لاہور: مقبول اکیڈمی چوک انارکلی بالمقابل المینار مارکیٹ 1967ء)، 8:88

L ā khnvi,Sayyad AbdulHāee Hasni Bralvi,Nuzhat-u- Khwatir –wa –Bahjāt-u- Musaamee –wā-Nnwāzir, Maqbool Acadmy Chook Anar Kli Lahore (1967)Page 88.

4 ندوی، مولانا سید ابوالحسن علی، 'حیاتِ عبدالحی؛ (کراچی: مجلس نشریاتِ اسلام، س۔ن)، ص 74 تا 75۔

Nadvi,Maulna Sayyad Abu –ul- Hassan Ali, Hayyāt-e- Abdul Haee,Majlas Nashryāt -e- Islam,Karachi ,Page,74-75.

5۔ نزھۃ الخواطر، 8:87۔

Nuzhat-u- Khwātir,8:87.

6 نورانی، امیر حسن، علمی اُجالے، (لکھنؤ: ناشر راجہ رام کمار بک ڈپو، 1959ء) ص 6 ,

Nurani, Ameer Hassn , Elmi Ujalay, Nashir Raja Ram Kumar Book Dipū Lakhnu,(1959) page6.

7 ملیح آبادی، سید امیر علی، فتاویٰ ہندیہ مترجم، (مطبع نول کشور لکھنؤ، مارچ 1931ء)، ص، 210۔

Māleeha badi ,Sayyad Ameer Ali,Fatawā –e-Hindia ,Matbaa Nual Kāshur Lakhnu (1931),page 210.

8 نورانی، امیر حسن، علمی اجالے، ص 66-67۔

Nurāni, Ameer Hassan, Elmi Ujalay,page 66-67.

9 ملیح ابادی، سید امیر علی (1858ء-1919ء)، مواھب الرحمٰن، (مکتبہ رشیدیہ لمٹڈ 31اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور:)، سرورق، ج 1۔

Maleehabadi, Sayyad Ameer Ali(1858-1919),Muwāhib-ul-Rahmān, Maktbāh Rasheediāh ,Limtted 31A Shah Alam Markeet Lahore.1

10 سید امیر علی، تفسیر مواھب الرحمان، مقدمۃ التفسیر، (مکتبہ رشیدیہ لاہور:) 1:79۔

Sayyad Ameer Ali, Tafseer Muwahib –ul- Rahman , Muqadma –tu-Tafseer Maktah RasheediahLahore,1:79.

11 ایضاً 1:84

Ibid :1:84

12 سید امیر علی، تفسیر مواھب الرحمان، (مکتبہ نول کشور، س۔ن)، 30:854۔

Sayyad Ameer Ali ,Tafseer Muwāhib-al-Rahman ,Makatbāh Naul Kashoor,30:854.

13 ابو محمد حسین بن مسعود بغویؒ (516ھ) علامہ بغوی مصر کے رہنے والے تھے مسلکاً شافعی تھے یہ تفسیر 8 جلدوں میں بنیادی طور پر عربی میں ہے اسے دار طیبہ ریاض سعودی عرب نے شائع کیا۔

Abu Muhmmad Hussian bin Masood Baghvi(516H) Allama was lived in Egypt. He Followed Imam Shaee.This Tafseer is in Arabic in 8 parts and published by Dar Tayyabah Riaz Sudia.

14 الخطیب الشربینی، شمس الدین محمد بن احمد، (977ھ) کی تفسیر ہے جو عربی زبان میں ہے اس کی چار جلدیں ہیں اس تفسیر کو مصر کے مطبع بولاق الامیریۃ نے 2012ء میں شائع کیا ہے

Al-Khāteeb –al- Shārbeeni Shamis-ul-Deen Muhmmad bin Ahmad (977H)This is his Tafseer and published by Matbaa Bulaaq –al- Mirāh Egypt.

15 الذھبی، ڈاکٹر محمد حسین، التفسیر والمفسرون، (قاہرۃ مصر: مکتبۃ وھبۃ 14 شارع الجمھوریہ، عابدین)، 1:174۔

Al-Zahabi Dr. Muhmmad Husian , Al-Tafseer wa-al- Mufassroon, Maktbah Wahabiah 14 Sharee Al-Jamhooroah ,Abideen Cario ,Egypt,1:174.

16 ایضاً: 1:3۔

Ibid :1:3.

17 سید امیر علی، مواھب الرحمان، مقدمۃ التفسیر 1:72۔

Ibid: 1: 72.

18 القرآن: 4:58۔

Al-Qurān 4:58.

19 البغوی، ابو محمد حسین بن مسعود البغویؒ (516ھ)، معالم التنزیل المعروف تفسیر بغوی، (المملکۃ العربیۃ السعودیۃ: مکتبہ دار الطیبۃ، الریاض، 1989ء)، 2:238۔

Al- Baghvi,Abu Muhmmad Hussian bin Masood(516H) ,Maālim –al- Tanzeel Al-Maroof Tāfseer-e- Baghvi ,Maktbah Dār Tayyabah Riaz, Sudia,1989,2:238.

20 ابن کثیرؒ، اسماعیل بن کثیر الدمشقی القرشی (774ھ) تفسیر القرآن العظیم، (المملکۃ العربیۃ السعودیۃ: عربی مکتبہ دار السلام ریاض)، 1: 565-566۔

Ibn Kāthir,Hafiz Ismaeel bin Kāthir (774H)Tafsir Al-Quran -al-Azim, Maktbah Dar –al-Slam Riaz ,Sudia ,1: 565-566.

21 ایضاً 1:98۔

Ibid : 1:98.

22 ابن الاثیر، ابو الحسن علی بن محمد الجزریؒ (555ھ-630ھ) اُسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، (بیروت، لبنان: دار الفکر، س۔ن)، 3: 474-475۔

Ibn –al-Aseer ,Abu –al-Hasan Ali bin Muhmmad Al- Jāzri(555-630H)Usdu-al-Ghabah -fi- Marift-ul- Sahabah,Dār –ul- Fakr , Barut ,Lubnan,3: 474-475.

23 القرآن: 4:65۔

Al-Qurān 4: 65.

24 محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب التفسیر، (لاہور: فرید بک سٹال اردو بازار، حدیث، 1698)، 2:787-788۔

Muhmmad b, Isma,il Al –Bukhāri, Al-Jami- al-Sahih ,Kitab-al-Tāfseer Freed Book Stal Urdu bazaar Lahor,Hadith,1698,2: 787-788.

25 ابن کثیرؒ تفسیر القرآن العظیم، 1:571۔

Ibn Kathir, Hafiz Ismaeel bin Kāthir (774H)Tafsir Al-Quran -al-Azim ,1: 571.

26 ایضاً: 2:111۔

Ibid: 2:111.

27 القرآن: 27:20۔

Al-Quran,27: 20

28 سید امیر علیؒ مواہب الرحمان: 3:396۔

Ibid: 3:396.

29 ایضاً: 6:165-166۔

Ibid: 6: 165-166.

30 القرآن: 26:1-2۔

Al-Qurān,26:1-2

31 امام ابن کثیرؒ تفسیر القرآن العظیم: 4:111۔

Ibn Kathir,Tafsir Al-Quran -al-Azim ,4: 111.

32 علامہ، ابو الطیب نواب صدیق حسن بن علی الحسین القنوجیؒ (1307ھ-1448ھ)، فتح البیان فی مقاصد القرآن، (بیروت لبنان: المکتبۃ العصریۃ)، 12:271۔

Allama ,Abu –al- Tayyāb Nawab Sadeeq Hasan b,Ali Husian –al-Qanooji, (1307-1448H), Fatah –ul- Bayan –fi- Maqasid –ul- Quran, Al-Maktbah –ul- Asrihia ,Barut ,Lubnan,12: 271.

33 سید امیر علیؒ، مواہب الرحمان، 8:4۔

Sayyad Ameer Ali, Muwāhib –ul- Rahmān ,8: 4.

34 طبری، ابو جعفر محمد بن جریر (224ھ-310ھ)، جامع البیان عن تاویل آی القرآن، (قاہرہ مصر: مرکز البحوث والدراسات العربیۃ والاسلامیۃ دار ھجر، 2001)، 10:464۔

Tabri,Abu Jaafar Muhmmad b,Jarir (224-310H),Jami-ul- Bayaan , Makaz –al-Bahoos –w- Aldrasaat –al-Aribiah,Dar Hajar Cario, Egypt (2001) 10: 464.

35 سید امیر علیؒ، مواہب الرحمان مقدمۃ التفسیر، 1:70ز

Sayyad Ameer Ali, Muwāhib –ul- Rahman , Muqadmā –tu-Tafseer,1: 70.

36 القرآن: 2:25

Al-Quran: 2: 25

37 ابن کثیرؒ، تفسیر القرآن العظیم، 1:84۔

Ibn Kāthir, Hafiz ,Tafsir Al-Qurān -al-Azim ,1: 84.

38 ایضاً: 1:85۔

Ibid:1:85.

39 سید امیر علیؒ، مواہب الرحمان، 1:125۔

Sayyad Ameer Ali, Muwāhib –ul- Rahman ,1: 125.

[40]القرآن:5:22۔

Al- Qurān: 5: 22.

[41]ابن کثیرؒ تفسیر القرآن العظیم،2:43-44۔

Ibn Kāthir,Tafsir Al-Qurān -al-Azim ,2:43-44.

[42]سید امیر علیؒ مواھب الرحمان،2:87۔

Sayyad Ameer Ali, Muwahib –ul- Rahman ,2: 87.